بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام نہاد اشاعت التوحید والسنہ کے مفتی اور عصر حاضر کے منکر حدیث

مماتی مولوی منیر شاکر کے باطل افکار و نظریات پر ایک نظر

(حصّہ اول)

مرتب

طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

ناشر

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست عناوین

=÷=

تقریظ

حضرت مولانا ابو سفیر خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ اللذین اصطفی امابعد!

رسالہ "مماتی مولوی منیر شاکر کے باطل افکار و نظریات پر ایک نظر حصہ اول" جناب طاہر گل دیوبندی صاحب کا رسالہ ہے۔ کل پچیس صفحات پر مشتمل ہے جو پختون خواہ کے ایک منکر حدیث منیر شاکر کے تردید میں لکھا ہے۔ رسالہ چھوٹا ہے لیکن بڑا کام دیوبندی صاحب نے کیا ہے۔ گویا کہ دریا بکوزہ بند کا مصداق ہے۔ منیر شاکر کے پشتو بیانات میں جو ضروریات دین سے انکار یا تمسخر موجود ہے تو الزامی و تحقیقی جوابات سے ان کا ناطقہ بند کرنے کی کوشش کی ہے۔

بندہ عاجز کا ہر مسلمان سے اپیل ہے کہ اس مختصر رسالے کا کم از کم تین بار مطالعہ کریں تاکہ منیر شاکر کے شرور و فتن سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ جناب طاہر گل صاحب کے قلم میں مزید جولانیاں پیدا کریں تاکہ عمر بھر احقاق حق و ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آمین یارب العالمین

محتاج دعا

خیر الامین قاسمی

نزدیک جامعہ ابوہریرہؓ نوشہرہ

13 مئی 2023ء

=÷=

پیش لفظ

جوں جوں قیامت قریب آرہی ہے نئے نئے فتنے پیدا ہو رہے ہیں ہر فتنہ دوسرے سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ ہر فتنے نے اپنے اوپر خوش نما لیبل لگایا ہوتا ہے۔ ایک فتنہ نے اگر عمل بالحدیث کے عنوان سے فقہ اسلامی سے منہ موڑلیا ہے اور حدیث "من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرے تو اسے دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے (مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۰۹۰)" کو نظر انداز کر دیا۔ تو دوسرے فتنہ نے عمل بالقرآن کے عنوان سے احادیث مبارکہ سے منہ موڑ لیا اور آیت کریمہ وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا (جو چیز تم کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم دے اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز آجاؤ) کو نظر انداز کر دیا۔ دونوں فتنے اس کوشش میں لگے ہیں کہ کس طرح مسلمانوں کا رشتہ ان کے اسلاف سے کاٹ لیا جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

(آل عمران آیت نمبر ۱۰۳)

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ نہ ڈالو۔

مماتی حضرات میں سے بھی اکثریت انکار حدیث کے راہ پر چل پڑے ہیں۔ یہ حضرات مختلف حیلے بہانوں سے صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ فلاں حدیث عقل کے خلاف ہے اسی لئے حجت نہیں ہے۔ کبھی کہتے ہیں فلاں حدیث قرآن کے خلاف ہے اسی لئے حجت نہیں ہے۔ حالانکہ صحیح حدیث کبھی بھی قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتا مثلاً مماتی حضرات ان تمام صحیح احادیث مبارکہ کو جن میں میت کے عند القبر سننے کا ذکر ہے کو یہ کہہ کر رد کرتے ہیں کہ یہ قرآن کے خلاف ہے حالانکہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

=÷=

ولیس فی القرآن ما ینفی ذلک یعنی قرآن میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس (سماع) کی نفی کرتی ہو۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۴ صفحہ ۲۹۸)

اس طرح حضرت شیخ عبد الحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں
ان آیات میں تو عدمِ سماع کا اشارہ تک بھی نہیں ہے۔

(تفسیر حقانی جلد ۶ صفحہ ۴۱)

بہر حال یہاں ہمارا مقصد مسئلہ سماع موتیٰ پر گفتگو کرنا نہیں ہے اس کے لیے آپ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تسکین الصدور اور سماع موتیٰ وغیرہ مطالعہ فرمائیں۔ یہاں ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مماتی حضرات قرآن کریم اور صحیح احادیث میں کس طرح سینہ زوری کر کے تضاد پیدا کرتے ہیں اور اس بنیاد پر سماع موتیٰ کے اثبات میں وارد صحیح احادیث کا مطلقاً انکار کرتے ہیں۔

عصر حاضر میں مماتیوں کا ایک مفتی منیر شاکر بھی اسی طرح حیلے بہانوں سے صحیح احادیث مبارکہ کا انکار کرتا ہے بلکہ بہت سے ان عقائد و نظریات اور اعمال کا جو تواتر کے ساتھ امت میں چلے آرہے ہیں یہ موصوف عقلی ڈھکوسلوں سے ان کا انکار کرتا ہے جسے آپ اس رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ منیر شاکر پشتو میں بیان کرتا ہے ہم اس رسالہ میں اس کے تقاریر سے مختلف اقتباسات اردو ترجمہ کے ساتھ نقل کریں گے۔ کسی بھی اقتباس کی اصل آڈیو کو ہم سے رابطہ کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے،

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

طالب دعا

طاہر گل دیوبندی

=÷=
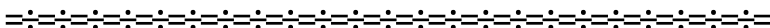
منیر شاکر مماتی کے باطل افکار و نظریات

ہم منیر شاکر مماتی کے چند بڑے اور باطل افکار و نظریات کو اختصار کے ساتھ نقل کر کے ان پر مختصراً بحث کرتے ہیں اور مماتی حضرات کو بھی دعوت فکر دیتے ہیں کہ آپ اپنے اسلاف سے روگردانی کر کے کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں۔

ا: نبی علیہ السلام صرف قرآن لے کر آئے ہیں

مماتی مولوی قرآن کریم کی آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا مطلب یہ بیان کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قاصد ہے جو صرف قرآن لے کر آئے ہیں۔ اور نبی علیہ السلام کی صرف یہ بات مانو کہ قرآن اللہ نے دیا ہے چنانچہ ایک تقریر میں اس بات کو ایک مثال کے ساتھ اس طرح بیان کیا ہے کہ:

> ”نبی پر لوگوں کو شک تھا کہ یہ قرآن اس نے اپنی طرف سے بنایا ہے یا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے جیسے میں کسی لڑکے کو آپ کے پاس بھیج دوں اور اس کو ایک رقعہ دوں جس پر لکھا ہو کہ اسے اتنے پیسے دے دو! وہ آپ کے پاس آئے اور رقعہ دکھائے کہ مفتی منیر شاکر نے بھیجا ہے آپ میرا احترام کرتے ہیں مجھے کروڑ روپے بھی دیتے ہیں لیکن شک لڑکے پر ہے کہ اس کو واقعی منیر شاکر نے بھیجا ہے یا کسی اور نے بھیجا ہے تو آپ مجھے کال کر کے پوچھتے ہیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہاں اس کی بات مانو۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ لڑکا اب جو بھی کہے گا اپنی طرف سے وہ بھی مانو؟ اس کا مطلب یہ نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پاس جو رقعہ ہے وہ میرا ہے۔ تو

=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=

تصدیق صرف رقعہ کی ہوئی۔ اسی طرح لوگوں کو شک ہے کہ یہ قرآن نبی نے اپنی طرف سے بنایا ہے یہود و نصاریٰ اور مشرکین نے یہ کہا کہ اسے کسی نے سمجھا کر بھیجا ہے، یا اس کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے یا اس پر سحر و جادو ہوا ہے العیاذ باللہ یا یہ کذاب ہے، اس کے ساتھ فراڈ ہوا ہے، لوگ کنفیوز ہیں کہ یہ جو کہتا ہے یا جو لایا ہے یعنی قرآن بلکہ قرآن نہیں صرف قرآن یہ اللہ نے دیا ہے یا اپنی طرف سے کہتا ہے تو اللہ نے اعلان کیا اطیعواللہ واطیعوا الرسول یعنی اے لوگوں میرا مانو اور میرے قاصد کی مانو کہ یہ قرآن اللہ نے دیا ہے ۔ یہی معنی ہے اطیعواللہ واطیعوا الرسول کا"

اس عبارت میں مماتی مولوی نے صراحتاً اپنا نظریہ پیش کیا کہ اللہ نے نبی علیہ السلام کی صرف اس بات کی تصدیق کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہ قرآن لے کر آئے ہیں، باقی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو خود کہتے ہیں اس کی تصدیق اللہ نے نہیں کی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی کی اتباع کا حکم دیا ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہا ہے یعنی من یطع رسول فقد اطاع اللہ۔ اور وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا یہ قرآن ہی کا حکم ہے ۔اور قرآن نے نبی کی اتباع کو محبت الٰہیہ کا ذریعہ بتایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

" قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم ط واللہ غفور رحیم "

کہو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہاری گناہوں کو معاف فرمائے گا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

=÷=

۲: گستاخانہ انداز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تبصرہ

یہی مماتی اپنے ایک بیان میں انتہائی گستاخانہ اور نازیبا انداز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے!

"ہم پیغمبر کو اسی لئے مانتے ہیں کہ اللہ نے کہا ہے، اگر اللہ نہ کہتا تو ہم اس کا نام تک نہیں لیتے۔ چنانچہ عبداللہ ان کے والد تھے لیکن ہم اسے نہیں مانتے، عبدالمطلب ان کے دادا تھے لیکن ہم اسے نہیں مانتے، آمنہ ان کی ماں تھی لیکن ہم اسے نہیں مانتے۔"

غور فرمائیں کس گستاخانہ انداز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تبصرہ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین

۳: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

مماتی مولوی منیر شاکر ایک روایت ذکر کرتا ہے اور پھر اس کی بنیاد پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت گستاخی کا ارتکاب کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے

"روایات میں تو یہ بھی ہے کہ اگر کسی نے ایک نماز قضاء کی اور پھر اس کو ادا بھی کرے تب بھی دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال جہنم میں جلے گا۔ رسول اللہ نے ایک دن میں تین نمازیں قضاء کی ہیں ان کو جہنم میں کتنا سزا ملے گا؟ مُلّا صاحب جواب دے دیں۔"

الجواب:

سب سے پہلے تو یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کوئی بھی مسلمان جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو اس انداز سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ نہیں کر

=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=

سکتا۔ پتہ نہیں اس بدبخت کا آخری انجام کیا ہو گا۔

دوسری بات یہ کہ قضاء نماز سے متعلق جو وعیدیں احادیث مبارکہ میں آئی ہیں وہ ان لوگوں کے بارے میں ہیں جو بغیر کسی عذر شرعی کے قصداً نماز قضاء کرے۔ چنانچہ بہت سے احادیث میں یہ قید موجود ہیں مثلاً ایک حدیث میں ہے

"ولا تترکن الصلوة مکتوبۃ متعمدا فان من ترک الصلوة مکتوبۃ فقد برئت منہ ذمۃ اللہ یعنی فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز کو چھوڑ دیا تو اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے"

(مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۷۰۸ بحوالہ فضائل نماز)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ خندق کے دن جو نمازیں قضاء ہوئی تھیں وہ جنگ کی سختی کی وجہ سے قضاء ہوئی تھیں نہ کہ بغیر عذر کے قصداً، چنانچہ حدیث میں ہے

عنْ عليّ رضی اللہ عنہ، عن النّبيّ صلّى اللہ عليہ وسلّم، أنّہ قال يوْم الْخنْدق: ملأ اللّہ عليْهمْ بيُوتهُمْ وقبُورهُمْ نارا كما شغلونا عنْ صلاة الْوُسْطى حتّى غابت الشّمْسُ.

ترجمہ: علیؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر فرمایا کہ جس طرح ان کفار نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ (نماز عصر) نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہو گیا' اللہ تعالیٰ بھی ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔

(صحیح بخاری کتاب غزوات کا بیان حدیث نمبر: 4111)

۴: احادیث کے بارے میں منیر شاکر کا نظریہ

احادیث مبارکہ سے متعلق بھی مماتی منیر شاکر نے انتہائی جارحانہ اور گستاخانہ نظریہ اپنایا ہوا ہے۔ چنانچہ ایک تقریر میں انتہائی طنزیہ اور گستاخانہ انداز میں کہتا ہے

=÷=

”۱۴۰۰ سال قرآن کی صرف تعریفیں ہوئی ہیں کہ یہ بہت اونچا اور اعلیٰ کتاب ہے، یہ اللہ نے نازل کیا ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے علاوہ، اجی فلاں مسئلہ! حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ یہ فرماتے ہیں، فلاں مسئلہ! حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے یہ فرمایا ہے۔ بس پیغمبر ہم سے زیادہ جانتے تھے اچھا جی ٹھیک ہے۔ ماں باپ کے حقوق۔۔۔ اجی حدیث میں آیا ہے۔۔۔ اجی پڑوسی کے متعلق۔۔۔۔ حدیث میں آیا ہے۔ امت میں سارا اختیار حدیثوں کے پاس ہے۔ (مولوی تقریر کے. از مرتب) ابتداء میں ایک آیت پڑھتا ہے پھر۔۔۔ حدیث میں یہ آیا ہے، حدیث میں یہ آیا ہے، حدیث میں یہ آیا۔۔۔ تیرا منہ ٹوٹ جائے یہ اللہ نے کچھ بھی نہیں کہا ہے؟“

ایک اور تقریر میں کہتا ہے

”جو بھی یہ کہے کہ ذلک الکتاب میں الف لام اسی لئے آیا ہے کہ یہ کامل کتاب ہے، پھر جب آگے جاتا ہے تو کہتا ہے کہ حدیث نہ ہو تو قرآن سمجھ میں نہیں آتا تو ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ کامل کتاب ہے، اب کہتے ہو کہ ناقص ہے؟ تو قرآن کامل کتاب ہے، قرآن اللہ کی صفت ہے جس طرح اللہ کسی کو محتاج نہیں اسی طرح قرآن کسی چیز کو محتاج نہیں۔“

قارئین غور فرمائیں کس بھونڈی انداز میں احادیث مبارکہ پر طنز کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے آمین۔ حالانکہ اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ احادیث مبارکہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی فرماتے ہیں اللہ کی طرف سے انہیں وحی ہوتا ہے دلیل اس کی قرآن کی یہ آیت ہے

=÷=

وما ینطق عن الھوی○ ان ھو الا وحی یوحی○

ترجمہ: اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے۔ یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا۔
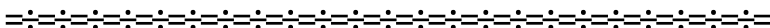
(سورۃ نجم آیت نمبر ۳،۴ ترجمہ از معارف القرآن)

لہٰذا اگر کوئی احادیث مبارکہ کی روشنی میں حقوق العباد بیان کرتا ہے یا دیگر موضوعات پر احادیث مبارکہ بیان کرتا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن ناقص ہے العیاذ باللہ کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی بتائی ہوئی تعلیمات ہیں۔ رہی یہ بات کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے احادیث مبارکہ کی ضرورت ہے یا نہیں تو بجائے اس کے ہم اپنی طرف سے اس کا اثبات کریں زیادہ مناسب ہے کہ موصوف ہی کی ایک پرانی تقریر سے اس کا جواب نقل کیا جائے۔ چنانچہ چند سال پرانی ایک تقریر میں موصوف نے کہا تھا کہ

"جو احادیث نہیں مانتا یاد رکھیں وہ قرآن بھی نہیں مان سکتا، فہم قرآن موقوف ہے احادیث پر۔ اور فرض کا موقوف علیہ بھی فرض ہے۔ قرآن کا علم اور قرآن سیکھنا یہ فرض ہے اور قرآن احادیث کے علم سے ہی سیکھ سکتے ہیں تو احادیث کا علم اس کے لئے موقوف علیہ ہے۔ لہٰذا فرض کا موقوف علیہ فرض ہوتا ہے لہٰذا احادیث اور سنت سیکھنا بھی فرض ہے اور اس کا ماننا بھی فرض ہے۔ اس کے بغیر قرآن سمجھ میں نہیں آتا۔ تو معلوم ہو گیا کہ قرآن سمجھنے میں احادیث کا محتاج ہے، احادیث نہ ہو تو قرآن سمجھنا ممکن نہیں۔"

قارئین آپ نے دیکھا جو بات علماء کرام فرماتے ہیں کہ قرآن مجید سمجھنے کے لئے احادیث مبارکہ کا علم ضروری ہے یہی موقف پہلے منیر شاکر کا بھی تھا۔ کیونکہ قرآن مجید میں کلیات ہیں تمام جزئیات قرآن کریم میں موجود نہیں ہے مثلاً قرآن کریم میں نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا حکم موجود ہے لیکن اس سے متعلق تمام مسائل اور جزئیات قرآن کریم میں صراحتاً موجود نہیں ہیں۔

=÷=

۵: حدیث اعادہ روح پر طنزیہ انداز میں تنقید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو فرشتوں کے سوال وجواب کے لئے اس میں روح کو لوٹا دیا جاتا ہے (مفہوم حدیث)۔ بجائے اس کے کہ مماتی اس حدیث کو مان لیتا یا ہو سکتا تو مناسب تاویل کرتا لیکن یہ بدبخت انتہائی طنزیہ انداز میں اس کا انکار کرتا ہوا کہتا ہے

> "یہ کہتے ہیں کہ قبر میں جب آدمی کو رکھتے ہیں تو روح واپس اس میں آجاتا ہے کہتے ہیں کہ یہ روایت میں بھی آیا ہے۔ تو میں ایک شخص کو کہہ رہا تھا کہ ہسپتال میں آدمی سے روح نکلتی ہے، نکلتی ہے کہ نہیں؟ اور قبر کے اندر آدمی میں روح آتی ہے تو پھر ہم بیماروں کو کیوں ہسپتال لے جاتے ہیں ہمیں چاہیے تھا کہ اس کے لئے قبر کھدواتے۔۔۔ تو ہسپتال اچھا ہوا یا قبر؟ بات کو سمجھتے ہو یا ایسے شور کرتے ہو؟ قبر میں آدمی کی طرف روح آتی ہے اور ہسپتال میں آدمی سے روح نکلتی ہے۔ قبر میں روح آتی ہے اور گھر میں آدمی سے روح نکلتی ہے۔ قبر میں روح آتی ہے جنگ میں آدمی سے روح نکلتی ہے، تو پھر جنگ کے لئے کیوں جاؤں؟ گھر کیوں جاؤں؟ ہسپتال کیوں جاؤں؟ قبر کھودو کہ قبر میں جائیں۔۔۔ اصلی ہسپتال تو قبر ہے۔ یہ ملا مافیہ نے لکھا ہے اور لوگوں نے مانا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ حدیث کو نہیں مانتے قرآن کو نہیں مانتے میں قرآن و حدیث کو مانتا ہوں لیکن فضول باتوں کو نہیں۔ جو باتیں قرآن کے خلاف ہیں، اللہ فرماتے ہیں ثم انکم بعد ذلک میتون ° ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون ° پھر تو قیامت تک مردہ رہوگے قیامت میں اذ النفوس زوجت ° یہ روح اور یہ بدن پھر قیامت میں

ملیں گے یہ قرآن کہتا ہے۔ اور ملامافیہ کہتا ہے کہ نہیں قبر میں جب رکھا جاتا ہے تو روح واپس آتا ہے تو پھر جب تمہارا باپ بیمار ہو جائے تو قبر میں دفنایا کرونا! ہسپتال میں خطرہ ہے کہ روح نکلتی ہے اور قبر میں یقین ہے کہ روح واپس آتی ہے تو قبر میں رکھو نا پاگل۔ روح نہیں جاسکے گی۔ یہ فضول باتیں ہیں۔ اللہ رحم فرمائے"

قارئین آپ نے یہ طویل اقتباس ملاحظہ فرمایا منکر حدیث نے کس طرح ایک صحیح حدیث کا مذاق اڑایا اور کن ڈھکوسلوں سے اعادہ روح کا انکار کیا۔ آیئے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

اولاً: اس نے کہا کہ ہسپتال میں آدمی سے روح نکلتی ہے اور قبر میں روح واپس آتی ہے اسی لئے بجائے ہسپتال لے جانے کے میت کو قبر میں لے جانا چاہیے۔ تو اس کے دو جوابات دیتے ہیں ایک الزامی اور ایک تحقیقی۔

الزامی جواب: میں منیر شاکر سے کہتا ہوں کہ اگر تم قبر کی زندگی کو دنیوی ظاہری زندگی پر قیاس کرتے ہو تو تم بھی مانتے ہیں کہ ماں کے پیٹ کے اندر چوتھے مہینے بچے میں روح ڈالی جاتی ہے اور بچہ زندہ ہو جاتا ہے تو پھر تم اپنے مُردوں کو موت کے بعد قبر میں کیوں دفناتے ہو اس کو ماں کے پیٹ میں کیوں داخل نہیں کرتے تاکہ واپس زندہ ہو جائے۔ تو جو جواب ہمیں دیتے ہو وہی ہماری طرف سے تمہیں بھی ہے۔

تحقیقی جواب: مولوی صاحب! دنیا کی زندگی کو قبر اور برزخ کی زندگی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں قبر میں اگرچہ انسان کو زندہ کیا جاتا ہے لیکن وہ برزخی زندگی ہے جسے دنیا والے دنیا میں محسوس نہیں کر سکتے الا ماشاءاللہ۔ عالم برزخ الگ اور عالم دنیا الگ ہے۔ ایک عالم کے احوال کو دوسرے عالم پر قیاس کرنا درست نہیں۔ قبر کی زندگی قرآن وحدیث کے نصوص سے ثابت ہے اس سے باطل قیاس کے ذریعے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

=÷=

"صحیح یہ ہے کہ عذاب روح و جسد دونوں پر ہوتا ہے کیونکہ مردے کا قبر میں
جا کر زندہ ہونا قرآن پاک سے ثابت ہے روایات میں نکیرین کے بارے
میں یقعدانہ کا لفظ و غیرہا من الروایات بھی اعادہ روح پر دال ہیں۔
(آگے چل کر لکھتے ہیں) صحیح یہ ہے کہ جسم مادی ہی میں روح کا اعادہ ہوتا
ہے۔"

مماتی حضرات غور فرمائیں یہ وہی مفتی رشید احمد لدھیانویؒ صاحب ہیں جن کے بعض مبہم عبارات سے آپ اپنا مطلب نکالتے ہیں۔ حضرت میت میں حیات اور اعادہ روح کا کھل کر فتویٰ دے رہے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ حضرت لدھیانوی صاحب کو منیر شاکر نے اپنی کتاب "الفرقان بین عبادۃ الرحمٰن و عبادۃ الشیطان" میں مرشد المجاہدین، امام المجاہدین، مرد مجاہد، خاتمۃ المحققین، مفتی اعظم علماء دیوبند پاکستان اور فقیہ العصر تسلیم کیا ہے۔

ثانیاً: مماتی مولوی نے جن آیات کو اپنا مستدل بنایا ان میں اعادہ مطلقہ و کاملہ کی نفی ہے بالفاظ دیگر ایسی کامل حیات کی نفی ہے جسے دوسرے لوگ بھی محسوس کریں اور جو دنیوی ظاہری زندگی کی طرح ہو۔ سوال و جواب اور عذاب و ثواب کے لئے میت میں جو حیات ڈالی جاتی ہے اس پر اہل حق کا اجماع ہے اور ان آیات میں اس کی نفی نہیں ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح الفقہ الاکبر میں فرماتے ہیں

"واعلم ان اہل الحق اتفقوا علی ان اللہ یخلق فی المیت نوع حیاۃ
فی القبر قدر ما یتالم او یتلذذ یعنی اہل حق اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ
میت میں اس قدر حیات پیدا فرماتے ہیں جس سے وہ دکھ یا سُکھ محسوس کر سکے۔"

اعادہ روح کے اثبات پر تفصیلی بحث کیلئے تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور کا مطالعہ کریں جو امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی ہے۔ مولانا صفدرؒ

کو مفتی منیر شاکر مماتی نے اپنی کتاب "الفرقان" میں امام اہل السنت والجماعت، استاد العلماء، شیخ الحدیث اور ترجمان علماء دیوبند تسلیم کیا ہے۔

ثالثاً: یہ کہنا کہ قرآن کہتا ہے کہ تم قبر میں قیامت تک مردہ رہو گے تو اس کا انکار کس نے کیا ہے؟ دراصل اس مماتی کے اندر سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے ورنہ بات واضح ہے کہ انسان باعتبار دنیا میت اور مردہ ہی ہوتا ہے زندہ تو باعتبار برزخ ہوتا ہے۔ یہ برزخی حیات کا بھی انکار کرتا جبکہ اس کے فرقے کا وکیل اعظم مفتی محمد حسین نیلوی صاحب کہتے ہیں کہ

> "ہم تو کافروں کی حیات کے بھی قائل ہیں۔ اگر ہم کفار کی حیات کے قائل نہ ہو تو عذاب قبر کا انکار لازم آتا ہے۔ حالانکہ عذاب قبر نصوص قرآن سے ثابت ہے اور اس کے منکر کو ہم کافر سمجھتے ہیں۔"

نیلوی صاحب کی عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1۔ حیات فی القبر عذاب قبر کے لئے لازم ہے۔

2۔ عذاب قبر نصوص قرآن سے ثابت ہے۔

3۔ عذاب قبر کا منکر کافر ہے۔

جب قبر کی عذاب و ثواب کے لئے حیات فی القبر لازمی ہے تو اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ "حیات" کسے کہتے ہیں تو اس بارے میں نیلوی صاحب لکھتے ہیں

> "تحقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی ہیں روح کا بدن کے ساتھ تعلق"
>
> (نداء حق جلد 1 صفحہ 246)

اب توجہ فرمائیں۔

مقدمہ نمبر 1: عذاب قبر نصوص قرآن سے ثابت ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔

مقدمہ نمبر 2: عذاب قبر کے لئے حیات فی القبر لازمی ہے۔

=÷=

مقدمہ نمبر 3: حیات کے معنی ہیں روح کا بدن کے ساتھ تعلق۔
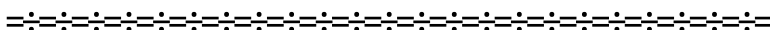
نتیجہ: روح کا بدن کے ساتھ تعلق یعنی حیات نصوص قرآن سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

مولوی صاحب آپ تو فاسد قیاس کے زریعے قبر کی زندگی کا انکار کرتے ہیں کہ قبر میں اگر آدمی کو زندہ کیا جاتا ہے تو مریضوں کو ہسپتال لے جانے کی بجائے قبر میں دفنایا کرو جبکہ نیلوی صاحب کہتے ہیں کہ قبر کی زندگی کا انکار کرنا نصوصِ قرآن کا انکار ہے اور یہ کفر ہے۔ اب آپ خود اپنا ٹھکانہ معلوم کریں۔

ممکنہ اعتراض:

شاید کوئی یہاں یہ اعتراض کریں کہ مماتی مولوی صاحب نے تو اعادہ روح کا انکار کیا ہے نہ کہ تعلق روح کا، ہو سکتا ہے کہ یہ مماتی تعلق روح سے حیات کا قائل ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مماتی مولوی نے ایک دوسرے بیان میں قبر کی حیات کا بھی انکار کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں

> "یہ کہتے ہیں کہ قبر میں آدمی زندہ ہو جاتا ہے ایسا زندہ ہوتا ہے ویسا زندہ ہوتا ہے، آرام سے بیٹھو مولانا صاحب! قبر میں ہم مردوں کو دفناتے ہیں ہمیں پتہ چلے کہ زندہ ہو جاتا ہے تو کل ہی واپس نکال لیں گے۔"

اس عبارت میں مماتی مولوی نے قبر کی زندگی کا صراحتاً انکار کیا ہے۔ لہذا اس اعتراض میں کوئی وزن نہیں ہے۔

٦: واقعہ معراج کا انکار

نام نہاد مفتی نے اپنے ایک تقریر میں واقعہ معراج کا بھی انکار کر دیا چنانچہ کہتے ہیں کہ:

> "اور تمام اہلِ اسلام میں سب سے زیادہ اختلاف معراج کے واقعے میں ہے۔
> اور دنیا کے سب سے زیادہ جھوٹ کربلا کے واقعے میں ہیں۔ اور دنیا کا سب

=÷=
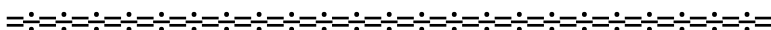
سے بڑا اختلاف معراج کے واقعہ میں ہے۔ یہ دو باتیں یاد رکھیں، پھر یہ الگ اختلاف ہے کہ ساتوں آسمانوں میں سے کس کس آسمان میں کس کس نبی کو دیکھا ہے۔ ایک، ایک کو دیکھا ہے یا دو، دو کو دیکھا ہے، یہ الگ اختلاف ہے۔ ہم کسی کا لکھا ہوا نہیں مانتے۔ ہم اللہ کا لکھا مانتے ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائیں ہیں اور ایسے وقت میں گئے ہیں کہ حدیث کا ایک بھی کتاب موجود نہیں تھا۔

دوسری بات سن لیں سب سے بڑی اور عجیب بات، معراج کا واقعہ ہوا ہے یا نہیں، یہ حقیقت بھی ہے یا نہیں؟ یہ بھی ایک بات ہے ۔۔۔امام مالک کو جانتے ہو؟ جانتے تو ہیں نا؟(یہ) پنج پیری تو نہیں ہے؟ وہابی بھی نہیں تھا۔ اور ہماری طرح منکر حدیث بھی نہیں تھا العیاذ باللہ، مانتے ہو کہ صحیح آدمی تھا؟ انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے احادیث کا، ۱۴۳ھ میں، بخاری ۲۴۰ھ میں لکھا گیا ہے، اس سے ۸۰ سال پہلے۔ وہ مؤطا امام مالک میں احادیث لائے ہیں اور معراج کا نام تک نہیں لیا ہے۔ نہ اس پر باب باندھا ہے، نہ اس پر روایت لایا، نہ اس کو جانتا ہے اور نہ امام مالک کو پتہ ہے معراج کا، کہ معراج کے نام سے بھی کہیں کچھ ہوا ہے، کب لکھا گیا ہے؟ ۱۴۳ھ میں۔ کچھ اس سے بھی آگے جاؤ صحیفہ امام ابن منبہ، یہ ایک صحیفہ ہے، بخاری نے بھی اس سے روایات لیے ہیں۔ یہ سن ۵۸ھ میں لکھا گیا ہے۔ معراج کا کوئی نام اور ذکر نہیں اس میں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام مالک کے زمانے تک یہ چیز (معراج) ایجاد نہیں ہوا تھا اس کے بعد یہ ایجاد ہوا ہے کس نے ایجاد کیا ہے؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔"

=÷=

قارئینِ کرام آپ نے یہ طویل اقتباس ملاحظہ فرمایا مماتی مولوی نے اس میں کیا کیا کذب بیانی کی ہے؟ اس پر مختصر بحث کرتے ہیں۔

مماتی مولوی کا جھوٹ نمبر ۱: مماتی کہتا ہے کہ تمام اہلِ اسلام اور دنیا میں سب سے بڑا اختلاف معراج کے واقعے میں ہے۔ یہ مماتی مولوی کا بدترین جھوٹ ہے معراج کا انکار کسی بھی مسلمان نے نہیں کیا ہے۔

مماتی مولوی کا جھوٹ نمبر ۲: مماتی مولوی کہتا ہے "ہم اللہ کا لکھا مانتے ہیں" یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ اگر یہ اللہ کا لکھا مانتا تو کبھی بھی معراج کے واقعے کا انکار نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سورۃ اسراء آیت نمبر ۱ میں واقعہ معراج کو بیان کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیتنا ؕ انہ هو السميع البصير ۝

ترجمہ: پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے، تاکہ دکھائیں اس کو کچھ اپنے قدرت کے نمونے، وہی ہے سننے والا دیکھنے والا۔

اس کے علاوہ سورۃ نجم میں اجمالاً اور متواتر احادیث میں تفصیل کے ساتھ واقعہ معراج کا ذکر موجود ہے، (تفصیل کیلئے امام اہل سنت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب چراغ کی روشنی کا مطالعہ مفید رہے گا) یاد رہے حدیث بھی وحی الٰہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وما ینطق عن الھوی ۝ ان ھو الا وحی یوحی ۝

ترجمہ: اور نہیں بولتے اپنے نفس کے خواہش سے۔ نہیں یہ مگر وحی بھیجا گیا۔

(سورۃ نجم آیت نمبر ۳،۴)

مماتی مولوی سے سوال نمبر ۱: "تم کہتے ہو کہ تمام اہلِ اسلام میں سب سے زیادہ اختلاف معراج کے واقعے میں ہے" کس نے کب اختلاف کیا ہے؟ حوالہ پیش کریں۔

=÷=

مماتی مولوی سے سوال نمبر ۲: تم کہتے ہو کہ "ہم کسی کا لکھا ہوا نہیں مانتے ہم اللہ کا لکھا مانتے ہیں" تو تم واقعہ معراج میں اختلاف کس بنیاد پر مانتے ہو؟ کیا یہ کھلا تضاد نہیں کہ ایک طرف غیر اللہ کے لکھے ہوئے کو ماننے سے منکر ہو اور دوسری طرف غیر اللہ کے نہ لکھنے کی وجہ سے واقعہ معراج کا انکار کرتے ہو؟

مماتی مولوی سے سوال نمبر ۳: کیا کسی واقعے یا مسئلہ کا مؤطا امام مالک یا اس سے پہلے کتاب میں موجود نہ ہونا اس کے جھوٹ اور بعد میں ایجاد ہونے کی دلیل ہے؟

مماتی منیر شاکر اپنا تعین خود کریں

حافظ عماد الدین ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"قال الحافظ ابو الخطاب عمر بن دحیہ فی کتابہ (التنویر فی مولد السراج المنیر) وقد ذکر حدیث الاسراء من طریق انس وتکلم علیہ وأجاد وأفاد ، ثم قال : وقد تواترت الروایات فی حدیث الاسراء عن عمر بن الخطاب و علی و ابن مسعود و أبی ذر و مالک بن صعصعۃ و أبی ہریرۃ و أبی سعید ، وابن عباس و شداد بن أوس وأبی بن کعب و عبد الرحمن بن قرط ؛ وأبی حبۃ وأبی لیلی الأنصاریین ، و عبد اللہ بن عمرو و جابر و حذیفہ وبریدۃ ، وأبی أیوب و أبی أمامۃ وسمرۃ بن جندب وأبی الحمراء ، وصہیب الرومی وأم ہانئ ، وعائشۃ و اسماء ابنتی أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم أجمعین ، منہم من ساقہ بطولہ ، ومنہم من اختصرہ علی ما وقع فی المسانید ، وان لم تکن روایۃ بعضہم علی شرط الصحۃ ، فحدیث الاسراء اجمع علیہ المسلمون ، و أعرض عنہ الزنادقۃ والملاحدۃ"

(تفسیر القرآن العظیم المعروف بہ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۵)

=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=÷=

منیر شاکر آخری جملے فحدیث الاسراء اجمع علیہ المسلمون واعرض عنہ الزنادقۃ والملاحدۃ (یعنی معراج کی احادیث پر اہل الاسلام کا اجماع ہے اس سے محض زنادقہ و ملاحدہ ہی پہلو تہی کرتے ہیں) پر غور کریں۔(بشکریہ مولانا یونس یاسین صاحب)

۷:فقہاء و محدثین بلکہ تمام مسلمانوں پر انکار حدیث کا الزام

موصوف سے ایک انٹرویو میں پوچھا گیا کہ آپ ہر حدیث کا انکار کرتے ہیں یا کمزور حدیثوں کا انکار کرتے ہیں تو یہ جواب میں کہتا ہے کہ

> "پہلی بات تو یہ یاد رکھو اور آپ کے وساطت سے امت کو بھی چاہئے کہ اس بات کو سمجھے کہ دنیا میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو منکر حدیث نہیں ہو، کوئی ایسا انسان نہیں۔اسی لئے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آیا ہے کہ اُنہوں نے چھ لاکھ احادیث کو چھان کر یہ ساڑھے دو یا تین ہزار احادیث کو بلا تکرار لکھے ہیں۔تو چھ لاکھ میں سے جب آپ تین یا چار یا چھ ہزار لیتے ہیں تو کتنے سے منکر ہو گئے؟لاکھوں سے منکر ہو گئے یعنی لاکھوں کو چھوڑ دیا کہ یہ صحیح نہیں ہیں، یہ غلط ہیں، یہ کمزور ہیں۔اسی طرح امام مسلم یا امام ابو داؤد وغیرہ جب محدثین کی تعریف کرتے ہیں تو ایسے انداز سے کرتے ہیں کہ اتنے اتنے لاکھ حدیثیں یاد تھیں لیکن اس میں چھان بین کرکے اتنے نکالے۔اس کے علاوہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل ، یہ چار آئمہ جو مشہور ہیں یہ ہر ایک استدلال کرتا ہے حدیث سے۔تو امام شافعی امام ابو حنیفہ کے ساتھ اختلاف اسی لئے کرتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نقل کیے گئے حدیث کو امام شافعی نہیں مانتا۔اس کا جواب دیتا ہے کہ یہ کمزور ہے، اس میں راوی متکلم فیہ ہے یا اس کا معنی یہ نہیں ہے۔اسی طرح

امام شافعی کے نقل کیے گئے حدیث کو امام ابو حنیفہ، امام مالک یا امام احمد بن حنبل ٹھیک نہیں کہتے ہیں۔ اس میں ان سے غلطی ہوئی ہے یا فلاں راوی اس میں ٹھیک نہیں ہے۔ یہ چار گروہ جو بنے ہیں یہ اس وجہ سے بنے ہیں کہ ایک اِس کا حدیث نہیں مانتا دوسرا اُس کا حدیث نہیں مانتا۔ اور یہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابو داوٗد، ابنِ ماجہ یا ہزارہا کتابیں جو لکھی گئی ہیں یہ بھی اس بنیاد پر لکھی گئیں ہیں کہ ایک محدث جو حدیثیں لکھتے ہیں دوسرا اس پر اطمینان نہیں رکھتا اور کہتا ہے کہ اس نے جو مجموعہ لکھا ہے یہ ٹھیک نہیں ہے کمزور ہے لہٰذا وہ اپنا مجموعہ لکھتا ہے اور اس میں وہ باب باندھتا ہے جس میں دوسرے کے لائے ہوئے روایت کے خلاف یہ دوسرا روایت لاتا ہے لیکن ان باتوں کو صرف عالم اور معتدل شخص سمجھتا ہے۔۔۔ امام بخاری اگر چھ لاکھ میں سے چھ ہزار لیتے ہیں تو باقی کو رد کرتا ہے نا۔ ورنہ سب کو کیوں نہیں لکھا؟ پیغمبر کی بات چھوڑنے کی ہے یا لکھنے کی؟ یہ جو چھوڑتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو پیغمبر کی بات مانتا نہیں۔۔۔ یہ جو لوگ مجھے منکر حدیث کہتے ہیں یہ لوگ بھی سینکڑوں احادیث نہیں مانتے۔ یہ حنفی کیوں ہے؟ اسی لئے کہ یہ امام شافعی کے روایات نہیں مانتے ورنہ یہ حنفی نہ ہوتا۔ یہ شافعی کیوں ہے؟ اسی لئے کہ یہ حنبلی روایات نہیں مانتا۔ یہ حنبلی کیوں ہے؟ اسی لئے کہ یہ حنفی روایات نہیں مانتا۔ تو ہر شخص کسی نہ کسی حدیث کے انکار کرنے یا جواب دینے کی وجہ سے منکر حدیث ہے۔"

قارئین آپ نے یہ طویل اقتباس ملاحظہ فرمایا مماتی مولوی نے اس میں کتنے جھوٹ بولے ہیں؟ آیئے اس پر مختصر روشنی ڈالتے ہیں۔

=÷=

اولاً: یہ کہتا ہے کہ دنیا میں تمام لوگ منکر حدیث ہیں۔ حالانکہ منکرین حدیث بالاجماع کافر ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتا۔ تو جب گمراہی پر امت جمع نہیں ہو سکتا تو کفر پر کس طرح جمع ہو سکتا ہے؟

ثانیاً: یہ مماتی کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے چھ لاکھ میں سے چھ ہزار احادیث لیے ہیں باقی لاکھوں احادیث کا انکار کیا ہے، کہ یہ غلط اور کمزور ہیں۔ یہ امام بخاری رحمہ اللہ پر بہت بڑا الزام ہے، جس کا ثبوت یہ مماتی تا قیامت نہیں دے سکتا اور نہ حوالہ پیش کریں۔ قارئین کو یہ دیکھ کر حیرانگی ہو گی کہ مماتی مولوی نے یہ اعتراض منکر حدیث غلام احمد پرویز سے چوری کیا ہے چنانچہ غلام احمد پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث جلد دوم صفحہ ۲۲۴ وغیرہ میں لکھا ہے کہ

> "امام بخاری نے تقریباً چھ لاکھ روایات میں سے پانچ لاکھ چورانوے ہزار کو مسترد کر دیا اور قریب چھ ہزار احادیث کو اپنے ہاں درج کیا۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے خود وضاحت کی ہے کہ میں نے صحیح بخاری میں صرف وہ حدیثیں درج کی ہیں جو صحیح ہیں اور میں نے طوالت کے خوف سے بے شمار صحیح حدیثیں اس میں درج نہیں کی ہیں (بغدادی جلد ۴ صفحہ ۹، تدریب الراوی صفحہ ۴۶) لہٰذا یہ اعتراض کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے لاکھوں احادیث کو مسترد کر کے غلط قرار دیا قطعاً باطل اور مردود ہے بلکہ ان میں بے شمار حدیثیں صحیح بھی ہیں اور اس میں ان کا اپنا بیان کافی ہے۔

(بحوالہ شوق حدیث صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳ تصنیف مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ)

ثالثاً: یہ مماتی مولوی کہتا ہے کہ چاروں مذاہب انکار حدیث کی بنیاد پر بنے ہیں یعنی سب ایک دوسرے کے روایات کے منکر ہیں۔ تو سوال یہ ہے کیا کسی امامِ مذہب یا محقق اور محدث کا ایک حدیث کو بعض شرائط کی وجہ سے دوسری احادیث پر ترجیح دینا انکارِ حدیث ہے؟ اگر یہ اس مماتی کے نزدیک انکار حدیث ہے تو یہ اس کی اپنی جہالت ہے۔

=÷=

مثال کے طور پر فاتحہ خلف الامام سے متعلق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھے گا جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں قول جدید کے مطابق مقتدی جہری نمازوں میں فاتحہ نہ پڑھے اور سری نمازوں میں فاتحہ پڑھے۔ امام شافعی حدیث لا صلوۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب سے استدلال کرتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اس حدیث کا انکار نہیں کرتا بلکہ انہوں نے خود اس حدیث کو مسند امام اعظم میں روایت کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ اگر اس حدیث کا انکار کرتے یا اسے غلط اور کمزور سمجھتے تو اسے روایت کیوں کرتے۔ احناف حضرات شوافع کو جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث میں مقتدی کا سرے سے ذکر ہی نہیں ہے تو اس سے مقتدی کیلئے قرأت فاتحہ کا ثبوت کس طرح ہو سکتا ہے؟ بلکہ اس حدیث کو صحابہ کرام نے خود منفرد کیساتھ خاص کیا ہے چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں

"قال جابر بن عبداللہ اذا کان وحدہ یعنی جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں جب نمازی منفرد ہو"

(جامع الترمذی جلد ا باب ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام)

اب آپ حضرات غور فرمائیں کہ احناف شوافع کے استدلال کو رد کر رہے ہیں یا اس حدیث کا انکار کر رہے ہیں؟ جس کو اللہ نے سمجھ بوجھ دیا ہے وہ جان سکتے ہیں کہ احناف حدیث کا انکار نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس حدیث سے شوافع حضرات کے طرز استدلال کو رد کر رہے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ خود احناف اس حدیث کی روشنی میں امام اور منفرد کے لئے قرأت فاتحہ کے وجوب کے قائل ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اس میں تو منفرد کی تخصیص بھی نہیں ہے تو اس سے منفرد کے لئے فاتحہ پڑھنے کا وجوب کس طرح ثابت ہے تو جواب یہ ہے کہ ہم نے اوپر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس میں منفرد کا ذکر ہے۔

=÷=

بہر حال اصل بات یہ ہے کہ فقہاء و محدثین بلا تاویل ایک صحیح حدیث کا بھی انکار نہیں کرتے یہ مماتی مولوی منیر شاکر کا فقہاء و محدثین اور مجتہدین و مقلدین سب پر جھوٹا الزام ہے۔

۸: تراویح تہجد ہی ہے اور صرف نفل نماز ہے فرض، واجب یا سنت نہیں

غیر مقلدین کی طرح منیر شاکر کا بھی موقف یہی ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے چنانچہ موصوف ایک بیان میں کہتا ہے

"تراویح! تمہارا باپ بھی قرآن و حدیث سے تراویح نہیں دکھا سکتا۔۔۔ اس کو پیغمبر کے کلام میں قیام اللیل کہتے ہیں یعنی رات کی نماز۔ یہ نہ فرض ہے نہ واجب ہے اور نہ سنت ہے یہ مستحب اور نفل ہے۔ اس میں ثواب جتنا کر سکتے ہیں تہجد کی نماز ہے، آٹھ رکعت، بیس رکعت، تیس رکعت چالیس رکعت، پینتالیس رکعت تک رکعت مصنف ابن ابی شیبہ و دیگر کتابوں نے نقل کیے ہیں۔ اب کیا اس پر لڑیں گے کہ چالیس رکعت پڑھیں گے ؟۔۔۔ یہ فرائض نہیں ہیں اس پر لڑائی نہ کرو آٹھ رکعت پڑھ سکتے ہو تو بھی ٹھیک ہے بیس پڑھ سکتے ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ پچیس، تیس، چالیس یا دو سو بھی پڑھ سکتے ہو تو پڑھو تمہیں کس نے روکا ہے ؟ لیکن اگر کوئی نہیں پڑھ سکتا یا دو، چار رکعت پڑھتا ہے تو بھی اس کو کافر نہ کہو اسی لئے کہ فرض نہیں۔۔۔ اسلام میں یا فرض ہے یا نفل، تیسری چیز اسلام میں مُلّا نے بنایا ہے۔"

قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جس طرح غیر مقلدین تہجد و تراویح کو ایک ہی نماز کہتے ہیں اسی طرح یہ مماتی بھی تہجد و تراویح کو ایک ہی نماز کہتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک آٹھ رکعت تراویح سنت ہے جبکہ اس کے نزدیک یہ نمازِ تراویح سرے سے سنت ہی نہیں بلکہ ایک نفل نماز ہے جس کے رکعت بھی متعین نہیں ہیں۔

=÷=
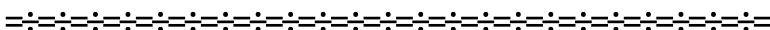
آیئے دیکھتے ہیں کہ تراویح سنت ہے یا نہیں۔ اور اس کے رکعت متعین ہیں یا نہیں۔ اگر احادیث مبارکہ پر نظر ڈالیں تو اس میں قیام رمضان یعنی تراویح کی سنت ہونے کا ثبوت مل جاتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"ان اللہ فرض صیام رمضان وسننت لکم قیامہ، فمن صامہ وقامہ ایمانا واحتسابا ارج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ"

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کا روزہ فرض کیا ہے اور میں نے تمہارے لئے اس کے قیام سنت قرار دیا ہے پس جس نے ایمان کے جذبہ سے اور ثواب کی نیت سے اس کا صیام و قیام کیا وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسا کہ جس دن اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔"

(سنن نسائی حدیث نمبر ۲۲۱۲)

اس حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قیام رمضان یعنی تراویح کو سنت قرار دیا ہے۔ اسی طرح تراویح کے بیس رکعت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں چنانچہ حدیث مبارک میں ہے

"عن ابن عباس : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر"

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ بحوالہ رمضان المبارک فضائل و مسائل صفحہ ۱۲۰ مولانا الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

اسی طرح علامہ نوویؒ فرماتے ہے کہ

"اعلم ان صلوۃ التراویح سنۃ باتفاق العلماء وھی عشرون رکعۃ "

=÷=

جان لو کہ نماز تراویح کے سنت ہونے پر تمام علماء کا اجماع ہے اور یہ بیس رکعت ہیں"
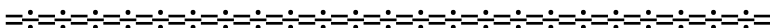
(الاذکار ص ۸۳ بحوالہ رمضان المبارک فضائل و مسائل صفحہ ۱۲۲)

۹: تراویح میں ختم قرآن کی سنت ہونے کا انکار

مماتی مولوی تراویح میں ختمِ قرآن کی سنت ہونے کا بھی منکر ہے چنانچہ ایک تقریر میں کہتا ہے

"پھر کہتے ہیں کہ (تراویح) میں ختم قرآن بھی سنت ہے، اپنی طرف سے نہ بناؤ مولانا صاحب! اگر کوئی الم ترکیف سے ادا کر سکتا ہے تو یہ کافی ہے۔ ایسے ختم قرآن کی ضرورت کیا ہے کہ پیچھے لڑکے لیٹے ہوئے ہو، کوئی ایک پاؤں پر کھڑا ہو۔ مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب نے لکھا کہ کتاب اللہ سے اعراض کو قرآن نے کفر گردانا ہے تو اگر کوئی تراویح میں کھڑا ہے اور کبھی ایک پاؤں پر کھڑا ہوتا ہے اور کبھی دوسرے پاؤں پر، اور تھکا ہوا ہے تو یہ کفر تک پہنچتا ہے اس پر۔ تو ایسے سنت پر کیا کہ لوگ کافر ہو جائے۔"

مولوی صاحب نے لوگوں کی سستی کرنے کی بنیاد پر تراویح میں ختم قرآن کی سنت ہونے کا بھی انکار کیا جبکہ علماء احناف نے تراویح میں ختم قرآن کو سنت قرار دیا ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

"السنۃ فی التراویح انما ھو الختم مرۃ فلا یترک لکسل القوم"

ترجمہ: تراویح میں ایک بار ختمِ قرآن کرنا سنت ہے پس لوگوں کی سستی کی وجہ سے ترک نہ کیا جائے۔

=÷=

۱۰: تراویح یہ سمجھ کر پڑھنا کہ "نبی نے مقرر کیے ہیں" شرک ہے
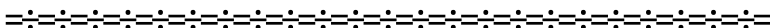
مماتی مولوی کے نزدیک تراویح کو اس نیت سے پڑھنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیے ہیں یہ شرک ہے اور مولویوں نے چودہ سو سال لوگوں کو شرک میں مبتلا کیے رکھا چنانچہ موصوف ایک تقریر میں کہتا ہے کہ

"تم نے ساری زندگی ہم سے تراویح پیغمبر کے نام پر پڑھوائے ہیں کہ اس کو نبی نے سنت مقرر کیا ہے۔ ہم تراویح نبی کے نام پر پڑھتے ہیں کبھی اللہ کے نام پر نہیں پڑھے ہیں۔ ہم نے جتنی عمر تراویح پڑھے ہیں اس نیت سے پڑھے ہیں کہ یہ ہمارے لئے نبی نے مقرر کیے ہیں، تو پھر شرک کسے کہتے ہیں شرک کسے کہتے ہیں؟ کہ اللہ کے علاوہ کسی کی بڑھائی اور خدائی کو تسلیم کرے اور اس کی عبادت کو تسلیم کرے یہ خدائی نہیں ہے؟ کیا یہ شرک نہیں ہے؟ غیر اللہ کے نام پر صدقہ دینا شرک ہے۔ اگر میں کہوں کہ فلاں چیز کا کا صاحب کے نام پر مانا ہے تو شرک ہے اور اگر میں کہوں کہ فلاں چیز کو محمد رسول اللہ کے نام پر مانا ہے تو جائز ہے؟ ایک ہی بات ہے۔ تم نے تو چودہ (سو) سال لوگوں سے تراویح رسول اللہ کے نام پر پڑھوائے ہیں۔ شرک کہتے کسے ہیں؟ آپ اس طرح کیوں نہیں کہتے کہ یہ رسول اللہ نے مقرر نہیں کیے بلکہ اللہ نے مقرر کیے ہیں۔"

الجواب: سبحان اللہ! کیا علم ہے۔ مفتی صاحب! شرک کہتے ہیں اللہ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک ماننا۔ اب اس تعریف کو تراویح پر کس طرح فٹ کروگے۔ تراویح تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے مقرر کیے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے عبادات کے ادا کرنے کا اپنی امت کو تاکید کی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہی حکم ہے، وما ینطق عن الھوی° ان ھو
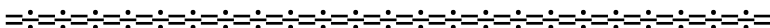
الا وحی یوحی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور حکم ماننے کا حکم اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں دیا ہے جیسے کہ من یطع رسول فقد اطاع اللہ، یایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا ، اور تراویح کو علماء کرام نے اپنی طرف سے سنت رسول نہیں بنایا ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسے اپنی سنت قرار دیا ہے جیسے کہ حدیث میں ہے "وسننت لکم قیامہ" "لہٰذا تراویح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھ کر پڑھنا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے۔

آخری گزارش

آخر میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے درخواست ہے کہ اس فتنے کے خلاف یکجا ہو کر مؤثر قدم اٹھائے۔ تاکہ بروقت اس فتنے کا سدباب کیا جاسکے۔

ہم اپنے اس رسالہ "مماتی مولوی منیر شاکر کے باطل افکار و نظریات پر ایک نظر" کا پہلا حصہ یہاں پر ختم کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ زندگی نے وفا کی تو منیر شاکر کے دیگر باطل افکار و نظریات پر حصہ دوم میں مزید بحث کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اہل السنّۃ والجماعۃ سے وابستہ رکھے اور ہر طرح کی شرور اور فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

=÷=